"یاسا" کا تعارف اور ناقدانہ جائزہ

Introduction and a Critical Review of 'Yasa'

سلیمان شاہ*
پروفیسر ڈاکٹر رشاد احمد سلجوق**

Abstract:
Genghis Khan (1162-1227), Mongolia's great emperor, ruled over large parts of the world for a long period of time. Under his banner, he had nomadic tribes and desert people. For the ruling, controlling, uniting and disciplining the variant people, he framed a conventional constitution named "Yasa" (Holy laws), which comprised of primitive traditions, customs, laws, law of different religions such as Islam, Buddhism, Christianity, Judaism and Genghis Khan's own insights and decisions. This contained punishment for every kind of crime. There was no room for forgiveness. His aim was to subjugate the whole world under him.

"یاسائے چنگیزی" کا تعارف:

چنگیز خان کے جھنڈے تلے متفرق منگول اور غیر منگول قبائل رشتے ناتے، مذہب، اجتماعی سوچ اور مشترک نصب العین کی بنیاد پر جمع نہیں ہوئے تھے بلکہ ان میں اکثریت کا مقصد محض لوٹ مار، اپنا تحفظ ، دشمن سے انتقام اور مال و دولت کی حرص تھی۔ انسانیت، اخلاقیات، مذہب اور تہذیب و تمدّن سے ناآشنا ان جاہل وحشی قبائل کو تادیر بغیر کسی ضابطے (قانون) کے اپنے ماتحت منظّم اور متحدّ رکھنا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا ان قبائل کو قابو میں رکھنے اور زیرِ تسلط ریاست کو چلانے کے لیے چنگیز خان نے اپنے آباؤاجداد کی قدیم روایات، رسم و رواج، مختلف مذاہب جسے بدھ مت، اسلام، یہودیت اور عیسائیت کی تعلیمات سے استفادہ کرکے اور اپنی قوّتِ فکر کی بنیاد پر "یاسا" (مقدّس قوانین) کے نام سے یہ رواجی دستور مرتب کیا۔ جس

* پی۔ایچ ڈی ریسرچ سکالر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔
** ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

نے نہ صرف نوزائیدہ منگول سلطنت کی دستوری ضرورت پوری کی بلکہ منگول قوم اور ان کی عسکری طاقت کو بھی متحد اور منظّم کیا۔ وحی الٰہی کی رہنمائی سے محروم "یاسائے چنگیزی" میں بے شمار خامیاں بلکہ حماقتیں موجود تھیں لیکن چنگیز خان کو ریاست چلانے کے لیے دستور کی ضرورت تھی، سو اس نے ضرورت سمجھتے ہوئے اُسے بنا دیا اور اس پر عمل درآمد بھی کرایا۔ چنگیزی رعایا نے بھی بغیر کسی پس و پیش کے اِسے قبول کر لیا۔[1]

"یاسا" کی تدوین و توضیح:

منگول لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ ان کا سارا انحصار حافظے پر تھا لیکن جب ملکی ضروریات کے پیش نظر "یاسا" کے لکھنے کا مسئلہ

درپیش ہوا تو اُس وقت تک منگولوں کے پاس اپنی زبان کا رسم الخط تک نہ تھا۔ چنگیز خان جس طرح غیر اقوام کی تہذیب و تمدّن اپنانے سے گریز کرتے تھے اس طرح غیر کی زبان میں اپنا دستور "یاسائے چنگیزی" لکھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ کسی غیر کے تہذیب و تمدّن کو اپنانا یا ان کی زبان میں اپنا دستور لکھنا وہ اپنی کمزوری اور توہین سمجھتے تھے۔ اس نے شکست خوردہ ختا (قدیم چین) کے لکھے پڑھے طبقے کو حکم دیا کہ وہ منگولوں کی زبان "یوغر" (Uighur) کا رسم الخط تیار کرکے منگول بچّوں کو سکّھا دیں۔ چنگیز خان کے حکم پر ختا کے لکھے پڑھے طبقے نے سب سے پہلے "یوغر" (Uighur) کا رسم الخط تیار کرکے منگول بچّوں کو سکّھایا اور پھر اِسی رسم الخط میں چنگیز خان کے فرمودات اور "یاسا" کے قوانین کو فہرستوں پر لکھ دیئے گئے۔ ان فہرستوں کو "یاسا" کی عظیم کتاب (Great book of Yasas) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنگیز خان کا بنایا ہوا یہ دستور خاقان/خان اعظم کی عدالت میں رکھا جاتا تھا۔ اِسی کے مطابق وہ ریاستی امور چلاتے اور مقدّمات نمٹاتے تھے۔ اس طرح جہاں کہیں کسی خاقان کی تاج پوشی ہوتی یا ریاستی امور پر بحث مباحثے کے لیے شہزادے جمع ہوتے یا فوج کو کہیں بھیجنا ہوتا تو وہ یاسا کے ان فہرستوں کو فراہم کر دیتے اور انہی کے مطابق عمل کرتے۔[2]

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ چنگیز خان نے "یاسا" پر عمل درآمد یقینی بنانے کے لیے سپریم جج کا عہدہ وضع کیا اور اس پر اپنے لے پالک بھائی شیگی کا تقرر کیا۔ اس کی ذمہ داریوں میں شامل تھا کہ چوروں کو سزا دے اور "یاسا" کے قوانین کو منگول رعایا پر نافذ کریں۔[3]

"یاسا" کی وجہ سے منگولوں پر چنگیز خان کی اطاعت قطعی طور پر واجب ہو گئی تھی۔ اگر کوئی اس کی تعمیل سے انکار کرتا یا اس میں سستی کرتا تو بلاامتیاز اُسے سخت ترین سزا دی جاتی جو کہ اکثر سزائے موت

ہوتی۔ یہ انہی قوانین کا نتیجہ تھا کہ دربار سے ہزاروں میل دور قاصد جب خاقان کا پیغام کسی سپہ سالار کو پیش کر دیتا تو وہ فوراً بغیر کسی اعتراض اور حیل وحجت کے اس کے حکم کی تعمیل کرتا۔ اگر فرمان سپہ سالار کو اپنے عہدے سے دستبردار ہونے یا خاقان کے سامنے پیش ہونے یا اس کی کسی غلطی کی وجہ سے اس کی موت سے متعلق ہوتا تو پھر بھی وہ اس کی تعمیل کرتا۔ چنگیز خان نے اپنی زندگی کے آخری قرولتائی میں اپنے بیٹوں، فوج کے سپہ سالاروں اور دوسرے ذمہ دار افراد کو طلب کر کے انہیں ایک بلیغ تقریر کرنے کے بعد متانت سے کہا:

"یاسا" کی برکت سے میں نے بہت بڑی سلطنت پر قبضہ کیا ہے۔ تم اس کے قوانین کی پابندی کرتے رہنا۔[۴]

"یاسا" کے بنیادی طور پر تین مقاصد تھے۔ چنگیز خان کی اطاعت، خانہ بدوش قبیلوں میں اتحاد واتفاق اور غلطیوں کی سخت سزا۔ "یاسا" کے چند بڑے بڑے قوانین حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ "یاسا" میں سب پہلے خدا کے متعلق عقیدے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا تھا کہ حکم دیا جاتا ہے کہ سارے انسان ایک خدا پر یقین کریں، جو زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے، جو اکیلا امیری یا غریبی، زندگی یا موت اپنی مرضی کے مطابق عطا کرتا ہے، جس کی طاقت ہر شے پر کامل ہے۔[۵]

چنگیز خان بذاتِ خود یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ کائنات کی ہر چیز میں ایک پوشیدہ روح بستی ہے جو اس کا خدا ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ کائنات میں سارے انقلابات اور تغیرات ایک نیلے جاودانی آسمان کا ربّ لاتے ہیں۔ وہ تمام ادیان کو ایک تصوّر کرتے تھے۔ اس لیے "یاسا" میں مذکور تھا کہ تمام ادّیان کا عزّت واحترام کیا جائے اور کسی بھی دین کو دوسرے دین پر فوقیت اور فضیلت نہ دی جائے۔ یہ سب کچھ اس نے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا تھا۔[۶]

"یاسا" کے مطابق امن کی حالت میں اگر کوئی سپاہی یا عام آدمی کسی مذہبی پیشوا یا مذہبی عبادت خانے کو نقصان پہنچائے تو یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے بلکہ اُسے بلاامتیاز قتل کیا جائے گا۔[۷]

خاقان کا منشی اور مشہور مؤرّخ عطاء ملک الجوینی لکھتے ہیں کہ چنگیز خان بذاتِ خود نہ تو کسی خاص مذہب کا ماننے والا تھا اور نہ ہی کسی مخصوص مذہب کا حامی تھا اس لیے اس نے مذہبی تعصّب اور کسی ایک مذہب کو باقی سب مذاہب پر فوقیت دینے کے سارے خیالات، اقوال اور افعال مسدود کر دیے تھے۔ اس کی نظر میں ہر مذہب کے پیشوا اور نیک لوگ قابلِ عزّت واحترام تھے۔ مذہب کے حوالے سے چنگیز خان نے

اپنے پورے خانوادے کو آزادی دی تھی کہ اپنی مرضی سے وہ جس مذہب کو چاہے اسے اپنالے لیکن یاسا سے سرمو انحراف نہ کریں۔اِسی مذہبی آزادی کی وجہ سے چنگیز خان کے مرنے کے بعد اس کی اولاد میں سے بعض نے اسلام، بعض نے بت پرستی اور بعض نے عیسائیت قبول کی جبکہ بعض اپنے آباؤ اجداد کے قدیم فلسفے پر عمل پیرا رہے۔اس کے باوجود کہ انھوں نے مختلف مذاہب اختیار کیے وہ پھر بھی چنگیز خان کے بنائے ہوئے دستور "یاسا" پر سختی سے کاربند تھے اور تمام مذاہب کو ایک سمجھتے ہوئے ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔[۸]

ہیرلڈلیم کے مطابق چنگیز خان نے اپنے دارالحکومت قراقرم میں مختلف مذاہب کے پجاریوں کے لیے باقاعدہ ایک بستی مخصوص کی تھی۔جہاں پر پتھروں سے بنے ہوئے مساجد، نسطوری عیسائیوں کے چھوٹے چھوٹے لکڑی کے بنے ہوئے گرجے اور پرانے بدھ مت کے مندر تھے۔یہاں پر ہر شخص کو اجازت تھی کہ وہ جس طرح چاہےان میں عبادت کرے لیکن "یاسا" کے قوانین کی پابندی کرےاور مغل ارود کے اصولوں پر عمل کریں۔[۹]

۲۔ یاسا کے مطابق فقیروں، مذہبی پارساؤں، وکیلوں، ڈاکٹروں، ادیبوں، راہبوں، مردوں کو غسل دینے والوں اوران کی جائیداد واملاک پر کسی قسم کا کوئی ریاستی ٹیکس لاگو نہیں ہوگا۔[۱۰]

چنگیز خان اگرچہ بذاتِ خود اَن پڑھ تھا لیکن اُسے معلوم تھا کہ سب سے اہم چیز تعلیم ہےاس لیے اس نے یاسا کے ذریعہ یہ حکم نافذ کیا تھا کہ علم اور درس وتدریس سے وابستہ لوگوں کے ساتھ پوری عزّت واحترام اور وقار کا سلوک کیا جائے گا۔وہ مفت سفر کریں گےاور جہاں چاہے آزادی کے ساتھ تعلیم پھیلا سکتے ہیں اوران کی بھرپور حوصلہ آفزائی کی جائے گی۔[۱۱]

اس حوالے سے جیک ویدرفورڈ لکھتے ہیں کہ مذہبی آزادی، ریاست میں امن وامان کے قیام اور رعایا کے درمیان اتحاد واتفاق پیدا کرنے کے بعد ریاست وحکومت کومزید مضبوط ومستحکم کرنے کے لیے "یاسا" کے ذریعے اس نے یہ قانون بھی نافذ کیا کہ تمام مذاہب کے قائدین اوران کی جائیداد کو ریاستی محصولات اور عوامی خدمت سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔چنگیز خان نے پیشہ ورانہ خدمات کے فروغ کے لیے ایسے ہنرمندوں کو بھی ریاستی محصولات سے مستثنیٰ قرار دیا جو لازمی اور بنیادی خدمات سرانجام دیتے تھے۔جن میں علماء، اساتذہ، طبیب اور قانون دان وغیرہ شامل تھے۔[۱۲]

۳۔ یاسا کے ذریعے چنگیز خان نے اپنی رعایا پر لازم کیا تھا کہ وہ ہر سال اپنی بیٹیوں کو خاقان کے سامنے پیش کرے تاکہ وہ ان میں سے اپنے لیے اور اپنے خانوادے کے لیے منتخب کرے۔اس حوالے سے تاریخ ابن کثیر میں مذکور ہے۔

"خاقان کی اطاعت کرواور اپنی خوبصورت دوشیزگان کو اس کے حضور پیش کرو تاکہ وہ جسے چاہے اپنے لیے اور اپنے خانوادے کے لیے منتخب کرے اور اس کے خواص میں سے جو چاہے ان میں سے کسی لڑکی کو پسند کرے۔"[۱۳]

۴۔ یاسا کی رو سے جو کوئی کسی منگول خاتون کو اغوا کرلیتا تو اس کی سزا، موت ہوتی تھی۔منگول سماج میں بڑے بڑے مسائل اور دشمنیاں عورتوں کی اغواکاری سے پیدا ہوتی تھیں۔ان دشمنیوں میں بعض اوقات بڑے بڑے قبائل اور خاندان صفحہ ہستی سے مٹ جاتے تھے۔لہٰذا چنگیز خان نے منگول سماج سے دشمنیاں ختم کرنے کے لیے "یاسا" میں اغواکاری کی سزا، موت قرار دی۔مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس قانون کو بناتے وقت غالباً اس کے ذہن میں اپنی بیوی بورتائی کے اغوا کی تلخ یادیں موجود تھیں جب شادی کے فوراً بعد اس کی بیوی اغوا کی گئی۔اس وجہ سے بذاتِ خود چنگیز خان ساری عمر اس غیر یقینی کی کیفیت میں مبتلا رہا کہ اس کے بڑے بیٹے جوجی کا باپ حقیقی طور پر وہ تھا یا اس کی بیوی کو اغوا کرنے والا۔[۱۴]

۵۔ "یاسا" کی رو سے اگر کوئی زناکاری یا لواطت میں پکڑا جائے تو اُسے سزائے موت دی جائے گی۔ اس صورت میں اِسے نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک شادی شدّہ ہے یا غیر شادی شدّہ بلکہ دونوں کو قتل کیا جائے گا۔[۱۵]

چنگیز خان جانتا تھا کہ سماج کے زیادہ تر مسائل مرد و عورت کے ناجائز اور غیر قانونی تعلقات سے پیدا ہوتے ہیں۔سماج کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بُرے اثرات ان کی آئندہ نسلوں پر بھی پڑتے ہیں۔اس ناجائز تعلقات کی وجہ سے بعض اوقات ایک قبیلہ یا متفرق قبائل کے افراد آپس میں لڑ پڑتے ہیں چاہے یہ تعلقات خاندان یا قبیلہ کے اندر ہو یا خاندان اور قبیلہ سے باہر۔اس تعلق سے پیدا ہونے والے بچّے بھی اکثر اپنے والدین کے نافرمان ہوتے ہیں۔ان وجوہات کی بنا پر چنگیز خان نے زنا اور لواطت کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے ان کے لیے سزائے موت مقرر کی تھی اور ساتھ ہی شادی کے لیے عورتوں کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دے دیا۔سماج میں جو لوگ یاسا کے ان قوانین کی مخالفت کرتے تو اُنھیں سزائے موت دی جاتی تھی۔[۱۶]

زنا اور لواطت سے متعلق یاسا کا یہ قانون صرف منگولوں کے لیے تھا کیونکہ چنگیز خان کے حکم کے مطابق نہ تو منگول ایک دوسرے کی جان، مال اور عزّت و آبرو پر دست درازی کر سکتے تھے اور نہ ہی کوئی غیر منگول، منگولوں کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اس لیے کوئی بھی خواہ وہ منگول ہو یا غیر منگول کسی منگول عورت کے ساتھ زناکاری اور مرد کے ساتھ لواطت کا ارتکاب کرتا تو اسے سزائے موت دی جاتی تھی جبکہ غیر منگولوں کے ساتھ وہ سب کچھ کرنے کو آزاد تھے۔اس طرح چنگیزی افواج دوران جنگ مفتوحہ علاقوں میں ہر قسم کے روک ٹوک سے آزاد تھے۔یہ چنگیزی فوج اپنی مرضی سے مفتوحہ اقوام کی لوٹ مار کرتے، عورتوں کی عصمتیں پامال کرتے اور ان کی تمام مال و دولت چھین لینے کے بعد انہیں قتل کر دیتے تھے۔

۶۔　چنگیز خان کی نظر میں چوری سب سے ناپسندیدہ چیز تھی اس لیے یاسا کے مطابق اگر کوئی چوری کر لیتا اور خصوصاً اگر کسی کا گھوڑا چرا لیتا تو ایسے شخص کو سزائے موت دی جاتی تھی۔[۱۷]

اس کے ساتھ ہی یاسا میں یہ بھی ذکر تھا کہ اگر کسی شخص کے قبضے سے چوری شدہ گھوڑا برآمد ہو جائے تو جرمانے میں وہ اس گھوڑے کے مشابہ ۹ اور گھوڑے اس کے مالک کو ادا کرے گا۔ اگر تنگ دستی کی وجہ سے وہ جرمانہ ادا کرنے کا قابل نہیں تو پھر گھوڑوں کی جگہ اس کے بچّے گھوڑے کے مالک کو دیے جائیں گے اور اگر اس کے بچّے نہ ہوں تو پھر اس کے بدلے میں اِسے بھیڑ کی طرح ذبح کر دیا جائے۔[۱۸]

منگولوں کے درمیان مویشیوں کی چوری کو ہمیشہ سے غلط سمجھا جاتا رہا ہے اور بعض اوقات یہی چیز ان کے درمیان طویل عرصے تک چلنے والی دشمنی اور تنازعات کا سبب بن جاتی تھی۔ یاسا کے اس قانون کے پس منظر میں چنگیز خان کے ذہن میں وہ واقعہ تھا کہ جب باپ کے مرنے کے بعد اس کے چھوٹے سے خاندان کے آٹھ گھوڑے چرائے گئے تو اس نقصان پر وہ کتنے پریشان ہوئے تھے۔اس لیے حکمران بننے کے بعد اس نے مویشی چوری کو سنگین جرم قرار دیا۔اس نے گم شدہ چیز کی بازیابی اور اپنے مالک تک پہنچانے کے لیے ایک خصوصی محکمہ قائم کیا تھا۔ یاسا میں چور کے لیے سزائے موت کے ساتھ ساتھ اس شخص کے لیے بھی موت کی سزا مقرر کی گئی تھی جو کوئی لاوارث چیز، دولت یا مویشی پالے اور وہ اس کی اطلاع متعلقہ محکمے کو نہ کریں۔[۱۹]

۷۔　یاسا کی رو سے قتل کے جرم میں قاتل سے سزا کے طور پر جرمانہ لیا جاتا تھا جو کہ محمدیوں (مسلمانوں) سے چالیس سونے کے سکّے اور چائنیز سے ایک گدھا لیا جاتا تھا۔[۲۰]

تاریخی شواہد کے مطابق "یاسا" میں دوسرے قوانین کی طرح قتل مقاتلے کی سزائیں بھی منگولوں اور غیر منگولوں کے لیے یکساں نہ تھیں۔ چنگیزی سلطنت میں غیر منگولوں کے درمیان قتل مقاتلے جیسے سنگین جرائم حل کرنے کے لیے سزا کے طور پر ہر مذہب والوں کے لیے "یاسا" میں الگ الگ تناسب سے جرمانے مقرر کیے گئے تھے جبکہ منگول قوم کے آپس میں قتل وقتال پر سخت پابندی تھی اور جو بھی کسی منگول کو قتل کر دیتا تو اس کی سزا موت مقرر تھی۔

۸۔　"یاسا" کے مطابق جو بھی کسی منگول مرد کو اغوا کرے یا اُسے قیدی یا غلام بنائے تو اس کی سزا، سزائے موت تھی۔

مؤرخین کے نزدیک یہ قانون بناتے وقت چنگیز خان کو اپنا دورِ غلامی یاد تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد جب قبیلہ تائیجوت نے اُسے گرفتار کر کے اپنا غلام بنایا تھا۔ اس لیے وہ جانتا تھا کہ ایک قیدی اور غلام کی زندگی کتنی تلخ ہوتی ہے۔ لیکن اس نے یہ قانون

سازی اور ممانعت صرف منگولوں کے قید و بند اور غلام بنائے جانے کے حوالے سے کی تھی۔[۲۱]

اس کے برعکس "یاسا" کے مطابق غیر منگولوں کو قید کرنا اور ان کو غلام بنانا جائز تھا۔ مالک کو اختیار تھا کہ وہ جیسے چاہے اپنے غلام کے ساتھ رویہّ رکھے۔ تاریخ ابن کثیر میں مذکور ہے کہ یاسا کی روسے جو کسی قیدی کو اس کے آقا (مالک) کی اجازت کے بغیر کھانا کھلاتے، پانی پلاتے یا لباس پہناتے تو اُسے قتل کیا جاتا تھا۔ اس طرح جو کسی بھگوڑے کو دیکھتے اور اسے پکڑ کر اپنے مالک کو واپس نہ کرتے تو اُسے بھی قتل کیا جاتا تھا۔[۲۲]

۹۔　"یاسا" میں ترکہ کی تقسیم میں چھوٹے بڑے کا امتیاز اور سگے سوتیلے کا فرق رکھا گیا تھا۔ اس طرح سوتیلی ماں کو بطور میراث نکاح میں لینا جائز تھا۔ یاسا میں تقسیمِ میراث کے قوانین حسب ذیل تھے۔

الف:　لونڈی سے پیدا ہونے والے بچے باپ کی میراث میں حصّہ دار تھے۔ ترکہ کی تقسیم عمر کی بنیاد پر تھی۔ باپ کی میراث میں اس کا بڑا بیٹا اپنی مرضی اور چھوٹے بیٹے کی بہ نسبت زیادہ لیتا جبکہ چھوٹا بیٹا میراث میں اپنے والد کا گھر لیتا تھا۔

ب:　ترکے کی تقسیم کے ساتھ ساتھ بیٹے اپنے والد کی بیویوں کو آپس میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ان میں سے اپنی ماں کے علاوہ باقی کے ساتھ یا تو خود شادی کر لیتے یا اسے دوسروں کی نکاح میں دیتے تھے۔

ج:　جائز وارثوں کے بغیر مرحوم کی ملکیت کوئی بھی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔[۲۳]

مشہور مؤرخ اسلم راہی لکھتے ہیں کہ "یاسا" کے تحت منگولوں کے لیے یہ جائز تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد بیٹے اپنے سوتیلی ماں سے نکاح کرے یا اِسے دوسرے کی نکاح میں دیں۔یہی وجہ تھی کہ بغداد پر حملے کے وقت ہلاکو خان کے نکاح میں جو بیوی تھی اور جس کے مشوروں پر وہ عمل کرتے تھے۔وہ اس کی اپنی سوتیلی ماں "دوقوزہ" تھی۔یہ مذہباً نسطوری عیسائی، انتہائی چالاک، مکّار، تیز فہم، جنگ وجدل کی تجربہ کار، اسلام اور مسلمان دشمن خاتون تھی۔ہلاکو خان اس بیوی سے بہت محبت کرتا تھا۔[۲۴]

۱۰۔ جو کسی کی طرف کھانے کی کوئی چیز پھینک دے اور اس کے ہاتھ میں نہ دے تو اِسے قتل کر دیا جائے۔اس طرح جو کسی کو کوئی چیز کھلائے تو وہ خود پہلے اس سے کھائے، خواہ جسے کھلایا گیا ہے وہ امیر ہو، غریب ہو اور یا اسیر لیکن جس نے کھایا اور اپنے پاس والے کو نہ کھلایا تو اسے بھی قتل کیا جائے۔ جو شخص بھوک کی حالت میں کھانا کھاتے لوگوں کے پاس سے گزرے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ بِلا اجازت ان کے ساتھ کھانا کھائے اور کھانا کھانے والے اُسے منع نہیں کریں گے اور جو اِسے منع کرے اُسے قتل کیا جائے۔جو شخص آگ اور کھانے کی برتنوں کے اوپر قدم رکھے تو اُسے بھی قتل کر دیا جائے۔[۲۵]

۱۱۔ اگر کوئی ایک فرقے کو دوسرے پر فوقیت وفضیلت دے یا قرولتائی (منگول مجلسِ مشاورت) کی اجازت کے بغیر اپنے لیے کوئی معزّزانہ لقب یا خطاب استعمال کرے تو اُسے قتل کیا جائے۔[۲۶]

جیک ویدر فورڈ لکھتے ہیں کہ ۱۲۰۶ء میں چنگیز خان نے مقدّس پہاڑ برقان قلدون کے قریب دریائے اونون کے کنارے اپنے مخصوص علاقے میں قرولتائی طلب کی۔منگول تاریخ میں یہ سب سے بڑی اور اہم قرولتائی تھی۔اس میں چنگیز خان نے اپنے لوگوں کے لیے "یکے منگول اولس" یعنی عظیم منگول قوم کا نام رکھا۔اس نے اپنے لوگوں میں پائے جانے والے تفرقہ بازی اور موروثی امتیازی خطابات قانوناً ممنوع قرار دیئے۔اس قرولتائی میں خطابات کو سرکاری مناصب قرار دیئے گئے۔اب یہ خطابات اور مناصب حکمران کی مرضی اور صوابدید پر کسی کو ملتے تھے۔اس کے بعد اگر کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کرتا تو "یاسا" کی رو سے اس کی سزا، سزائے موت تھی۔[۲۷]

چنگیز خان کی نظر میں بہتری مذہب، حسب نسب، رنگ نسل اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر نہ تھی بلکہ اس کے نزدیک وہی افراد قابل توجہ سمجھے جاتے تھے جن کے پاس کوئی ہنر اور یا صلاحیت ولیاقت ہوتا۔اس وجہ سے منگولوں نے مفتوح اقوام میں بھی کسی کی مذہب، ذات پات، رنگ نسل اور زبان کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔مفتوح اقوام میں زیادہ تر بااثر لوگ ہی منگولوں کے شدید ترین انتقام کا نشانہ بنتے تھے کیونکہ گوبی کے طاقتور قبائل اور سلطنت "ختا" کو شکست دینے کے بعد ان کا یہ تجربہ ہوا تھا کہ ان کی موجودگی میں

مسائل بھی یہی طبقہ پیدا کرتے ہیں اور ان کے جانے کے بعد بغاوت بھی یہی طبقہ کرتا ہے۔ غرض خوارزم، عالم اسلام، روس اور یورپ پر یلغار کے وقت کسی شہر یا قلعے پر طاقت کے ذریعہ قبضہ کے بعد اکثر کسی بھی باثر فرد کو زندہ نہ چھوڑتے تھے۔[۲۸]

۱۲۔ شراب نوشی کے حوالے سے "یاسا" میں ذکر تھا کہ جو شخص شراب پینے سے باز نہیں رہ سکتا تو وہ مہینے میں تین بار پی سکتا ہے۔ اگر وہ دو بار پی لے تو یہ بہتر ہے اور اگر ایک بار پی لے تو یہ زیادہ قابل ستائش ہے۔ اگر کوئی بالکل نہیں پیتا تو اس سے زیادہ بہتر کیا ہو سکتا ہے؟ لہٰذا وہ آدمی جو بالکل نہیں پیتا، بڑی عزّت کا حامل ہے۔[۲۹]

شراب نوشی کی ممانعت حالت جنگ میں ہوتی تھی کیونکہ نشے کی حالت میں یہ لوگ عجیب عجیب قسم کی بکواس بکتے تھے۔ جس میں بعض اوقات وہ انتہائی راز کی باتیں بھی کہہ دیتے۔ اس خطرے سے بچنے کے لیے "یاسا" میں ذکر تھا کہ نشہ کے وقت آدمی کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے اس نے سر پر چوٹ کھائی ہو۔ عقل اور ہنر اس کا ساتھ نہیں دیتے اس لیے وہ بروقت صحیح فیصلے نہیں کر سکتے۔ لہٰذا مہینے میں صرف تین دفعہ نشہ سے مدہوش ہونے کی اجازت ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ مدہوشی پیدا ہی نہ ہونے پائے لیکن نشہ سے قطعی پرہیز کون کر سکتا ہے؟[۳۰]

۱۳۔ جو بھی قصداً جھوٹ بولنے کا ارتکاب کرے اور وہ اس پر ثابت ہو جائے تو اسے سزائے موت دی جائے۔[۳۱]

چنگیز خان بذاتِ خود جھوٹ سے نفرت اور سچ کو پسند کرتا تھا۔ اس کے سامنے جو بھی قصداً جھوٹ بولتا اور وہ بعد میں اس پر کسی نہ کسی طریقے سے ثابت ہو جاتا پھر اس کی جان بخشی ناممکن تھی۔ لیکن اگر کوئی جانی دشمن بھی اس کے سامنے سچ بولتا تو بعض اوقات اس وجہ سے اس کی نہ صرف جان بخشی کی جاتی بلکہ اُسے اپنی جماعت میں بھی شامل کر دیتے۔ خاقان کا منشی اور مشہور مؤرخ عطاء ملک الجوینی اپنی کتاب تاریخ جہاں کشاں میں لکھتے ہیں کہ "یاسا" میں یہ قانون لکھا گیا تھا کہ جو بھی قصداً جھوٹ بولے اور وہ اس پر ثابت ہو جائے تو اس کی سزا موت ہو گی۔[۳۲]

گوبی کے اِن خانہ بدوش اور وحشی قبائل کے درمیان جھوٹ بولنا اور دغا ناقابلِ معافی جرائم میں سے تھے کیونکہ ایک جھوٹا اور غدّار شخص اپنی مکر و فریب سے پوری بستی اور قوم کو تباہ و برباد کروا سکتا تھا یا پورے گروہ کو دشمن کے جال میں پھنسوا سکتا تھا۔ اس لیے چنگیز خان نے "یاسا" میں ایسے لوگوں کے لیے سزائے موت مقرر کی تھی جو جھوٹ بولے، غدّاری کرے یا وعدہ خلافی کرے۔[۳۳]

۱۴۔ جو کوئی جادو منتر یا کالا جادو کرے اور اس کے ذریعے کسی کو نقصان پہنچائے تو اِسے قتل کر دیا جائے۔[۳۴]

عطاء ملک الجوینی اپنی کتاب تاریخ جہاں کشاں میں لکھتے ہیں کہ چنگیز خان نے جادو منتر کی ممانعت کی تھی۔ اس لیے جو کوئی جادو منتر کرکے اس کے ذریعے کسی کو نقصان پہنچا دیتا تو "یاسا" کے مطابق اُسے سزائے موت دی جاتی تھی۔[۳۵]

اس حوالے سے ہیرلڈ لیم بھی لکھتے ہیں کہ "یاسا" میں ذکر تھا کہ جو کوئی جاسوسی، اغلام، جھوٹی گواہی اور یا کالے جادو کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا، موت ہو گی۔[۳۶]

۱۵۔ حکومتی کارندوں کے بغیر جو بھی کسی دوسرے کی جاسوسی کرے اور اس کے پوشیدہ رازوں کو جاننے کی کوشش کرے تو اِسے قتل کر دیا جائے۔[۳۷]

ملکی اور بین الاقوامی حالات سے باخبر رہنے کے لیے چنگیز خان نے حکومتی سطح پر جاسوسی کا ایک مضبوط، منظّم اور تیز ترین محکمہ قائم کیا تھا۔ یہ جاسوس زیادہ تر تاجروں کے روپ میں مختلف ممالک میں گھومتے پھرتے تھے۔ کسی ملک پر حملہ کرنے سے قبل اس محکمے کے ذریعے وہاں کی تمام حالات معلوم کر لیتے۔ اس محکمے میں مختلف مذاہب اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ بھرتی کئے جاتے تھے تاکہ موقع و محل کے مطابق ان سے اچھی طرح کام لیا جاسکے۔ ان کے ذمہ داریوں میں غیر ممالک کے جغرافیائی حالات کے نقشہ جات بنانا، وہاں کی مذہبی اور سیاسی اونچ نیچ اور صورت حال سے واقفیت حاصل کر لینا، وہاں کے عوام کو نفسیاتی دباؤ میں رکھنے کے لیے ان کے سامنے منگولوں کے حوالے سے عجیب وغریب قسم کے واقعات بیان کرنا اور اشرافیاں طبقے کو مال ودولت اور بڑے بڑے مناسب کی لالچ دے کر منگولوں کا ہمنوا بنا دینا۔ تاکہ چنگیز خان کے متوقع یلغار کی صورت میں وہ منگولوں کا بھرپور ساتھ دیں۔ لیکن اس محکمے سے وابستہ لوگوں کے علاوہ کسی عام شہری (فرد) کے لیے اس بات کی بالکل اجازت نہ تھی کہ وہ کسی کی جاسوسی کرے یا کوئی غیر ملکی منگولوں کی جاسوسی کریں۔ اگر کوئی غیر ملکی یا عام شہری جاسوسی میں گرفتار ہو جاتا تو اسے سزائے موت دی جاتی تھی۔ اس حوالے سے تاریخ ابن کثیر میں مذکور ہے کہ یاسا میں یہ قانون درج کیا گیا تھا کہ جو بھی جاسوسی میں پکڑا جائے اُسے سزائے موت دی جائے۔[۳۸]

۱۶۔ اگر دو فریقین کے درمیان لڑائی شروع ہو جائے اور کوئی تیسرا فریق اس میں مداخلت کرکے لڑائی کو ختم کرنے کی بجائے ایک فریق کی طرف داری کرکے اُس کی مدد کرے تو اس تیسرے فریق کو قتل کر دیا جائے۔ اس حوالے سے تاریخ ابن

کثیر میں ذکر ہے۔

"تاریخ جہاں کشاں کے مطابق جو کوئی دو فریقین کے درمیان لڑائی جھگڑے کے وقت کسی ایک فریق کے خلاف دوسرے فریق کا ساتھ دیں تو اُسے قتل کر دیا جائے۔"[۳۹]

غرض "یاسا" کی رو سے مغلوں پر آپس میں لڑائی ممنوع تھی اور جو کوئی اس میں پہل کرتا یا کوئی تیسرا اس میں مداخلت کرکے کسی ایک فریق کی مدد کرتا تو اس تیسرے فریق کے لیے سزائے موت مقرّر تھی کیونکہ چنگیز خان اس بات سے واقف تھا کہ متحدہ منگول قوم کے لیے آپس میں لڑائی جھگڑے زہر قاتل ہیں۔[۴۰]

۱۷۔　"یاسا" کی رو سے جو کوئی کھڑے پانی میں پیشاب کرے گا وہ بھی قتل ہوگا اور جو اس میں ڈبکی لگائے گا وہ بھی قتل ہوگا۔[۴۱]

اس حوالے سے ہیرلڈ لیم یہ بھی لکھتے ہیں کہ "یاسا" کی رو سے آگ میں یا راکھ میں پیشاب کرنا یا بہتے پانی میں کپڑے دھونا منع تھا۔ اس کے ساتھ ہی "یاسا" میں یہ حکم بھی لکھا گیا تھا کہ کپڑوں کو نہ دھوئے جائیں بلکہ اِسے اس وقت تک پہنے جائیں جب تک وہ چیتھڑے چیتھڑے نہ ہو جائیں۔[۴۲]

۱۸۔　جو کوئی تجارت میں تین دفعہ دیوالیہ ہو جائے تو اُسے سزائے موت دی جائے۔[۴۳]

"یاسا" کے اس قانون پر چنگیز خان کے پوتے قبلائی خان نے اس وقت انتہائی سختی سے عمل درآمد کیا جب منگول سلطنت میں کاغذی کرنسی رائج ہو گئی۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات تاجروں کو خسارے کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیونکہ جہاں کاغذی کرنسی ہوتی ہے وہاں قرضے اور مالی تباہی کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ منڈیوں میں استحکام لانے اور تاجروں کو مالی تباہی سے بچانے کے لیے منگول قانون "یاسا" دیوالیہ ہونے کا اعلان کرنے کی اجازت دیتا تھا۔ لیکن اس سہولت سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے اکثر تاجر اپنے قرضوں سے بچنے کے لیے دیوالیہ ہونے کا ڈرامہ رچا دیتے تھے۔ جس کی سدباب کے لیے یاسا میں یہ قانون شامل کیا گیا کہ کوئی بھی تاجر دیوالیہ ہونے کا اعلان دو دفعہ سے زیادہ نہیں کر سکتا جبکہ تیسری دفعہ اِسے ممکنہ طور پر سزائے موت دی جائے گی۔[۴۴]

۱۹۔　"یاسا" کی رو سے پاک و ناپاک میں کوئی فرق نہ تھا بلکہ تمام چیزوں کی اصلیت پاک قرار دی گئی تھی۔ اس لیے اس میں لوگوں کو اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ وہ کسی چیز کو ناپاک کہے۔[۴۵]

۲۰۔　"یاسا" میں میدانِ جنگ کے لیے انتہائی سخت قوانین بنائے گئے تھے۔ جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ دشمن پر حملے کے وقت یا پسپائی کے وقت کسی سپاہی سے اگر کوئی سامان گر جائے تو اس کے پیچھے آنے والا سپاہی اُسے اُٹھا کر اپنے مالک کو واپس کرے یا اپنی جگہ تک پہنچائے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اسے مار دیا جائے۔

۲۔ عورتوں کے لیے لازم تھا کہ وہ اپنے لشکر کا ساتھ دیں اور اگر فوجی جوان کم ہو یا نہ ہو تو پھر وہ ان کے فرائض سرانجام دیں۔

۳۔ سپاہیوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ جنگ سے واپسی پر اپنے خاص فرائض سرانجام دینے کے لیے حاضر رہے۔

۴۔ اگر جرنیل یا کوئی بڑا عہدہ دار کوئی جرم کرے اور جو بھی اس کی اطلاع خاقان کو کرے تو وہی بتانے والا ہی اُسے سزا دے گا چاہے یہ کوئی معمولی سپاہی کیوں نہ ہو۔

۵۔ اگر کوئی جرنیل یا اہم عہدہ دار خاقان کے سوا کسی اور کے سامنے اپنے آپ کو متعارف کراتا یا کوئی سپاہی خاقان کی اجازت کے بغیر اپنا عہدہ تبدیل کرتا تو اُن کو سزائے موت دی جاتی تھی۔

۶۔ سپاہی کو غفلت برتنے پر اور شکاری سے شکار کے بھاگنے پر سزائے موت دی جاتی تھی۔

۷۔ جو کوئی بغیر اجازت کے کسی فوجی جرنیل کے خیمے کی چوکھٹ پر پاؤں رکھتا اُسے بھی قتل کر دیتے۔"[۴۶]

یہ انہی قوانین کا نتیجہ تھا کہ جب تک چنگیزی پرچم میدان جنگ میں بلند رہتا اُس وقت تک نہ تو کوئی سپاہی میدانِ جنگ سے بھاگ سکتا تھا اور نہ ہی اپنے کسی ساتھی کو دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ سکتا تھا۔ جب تک کمان کرنے والا افسر اجازت نہ دیتا عام فوجی لوٹ مار نہیں کر سکتا تھا۔ اگر کوئی منگول سپاہی گرفتار ہو جاتا تو کبھی پناہ نہ مانگتے لیکن دشمن کو بھی زندہ نہ چھوڑتے تھے۔[۴۷]

"یاسا" کی نگرانی:

چنگیز خان نے "یاسا" پر عمل درآمد یقینی بنانے کے لیے اپنے بیٹوں میں سے چغتائی خان کو میرِ قانون و سزا مقرّر کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ "یاسا" کی نگرانی چغتائی خان کے ذمّے تھی کہ جو بھی "یاسا" پر عمل نہ کرے یا اس پر عمل درآمد میں سستی برتے تو اُسے سخت ترین سزا دے دیں۔ چنگیز خان کا یہ بیٹا چغتائی خان اگرچہ لکھنا، پڑھنا تو نہیں جانتا تھا لیکن اس کا حافظہ اس قدر قوی تھا کہ "یاسا" کے سارے قوانین اُسے زبانی یاد تھے۔ قوانین "یاسا" کے نفاذ میں وہ اس قدر سختی سے کام لیتے تھے کہ اس ضمن میں اپنی ذات کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اگر وہ "یاسا" کے کسی قانون کی خلاف ورزی کرتا اور پھر اُسے احساس

ہو جاتا تو فوراً خود کو خاقان کے دربار میں سزا کے لیے پیش کر دیتا تھا۔ یہ وہی چغتائی خان تھا جسے وسط ایشیاء ورثہ میں ملا اور جس کی اولاد میں ہندوستان کے عظیم مغلیہ خاندان کا بانی بابر پیدا ہوا تھا۔[۴۸]

خلاصہ بحث:

"یاسا" کا یہ دستور سراسر ظلم، جبر، تشدّد، وحشت، ظالمانہ قوانین اور غیر فطری عناصر پر مشتمل تھا۔ اس میں تقریباً ہر چھوٹے بڑے جرم اور خطا کی سزا موت تھی۔ اس کی تدوین میں چنگیز خان نے عدل وانصاف، رحم، انسانیت اور عفو و درگزر کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف اس چیز کو مدِّ نظر رکھا تھا کہ اس دستور کے ذریعے ہر اس چیز کا قلع قمع کیا جائے جو اس کے نوزائیدہ منگول سلطنت، عسکری طاقت اور چنگیزی خانوادے کے لیے خطرے کا سبب بن سکتا تھا۔ اس کا مقصد وحشی، سفاک اور بے رحم منگول فوج کو قابو کرنا، وسیع ترین منگول سلطنت کو متّحد اور منظّم رکھ کر چنگیزی خانوادے کا مطیع بنانا، پوری دنیا پر چنگیزی سکّہ رائج کرنا اور پوری دنیا کی مال و دولت لوٹ کر چنگیزی خزانہ میں جمع کرنا تھا۔ "یاسا" پر عمل پیرا ہونے کے بعد بین الاقوامی دنیا میں پہلی دفعہ منگول منظرِ عام پر آ گئے اور بے مقصد زندگی کو چھوڑ کر بڑی بڑی اقوام اور سلطنتوں کو اپنے گھوڑوں کے پاؤں تلے روند ڈالے کیونکہ "یاسا" کے ذریعہ ان منگول قبائل سے ہر اس فتنے کی بیخ کنی کی گئی تھی جو کہ ان کے اتحاد، تنظیم اور چنگیز خان کی حکومت و سلطنت کے لیے مسئلہ بن سکتا تھا۔ "یاسا" کے ان قوانین کی بدولت چنگیز خان کے مرنے کے بعد اس کے اولاد کے لیے نہ صرف منگول تباہ کن فوج اور وسیع سلطنت کو اپنے قبضے و تسلّط میں رکھنا اور ان کا چلانا سہل ہو گیا تھا بلکہ ان کی فتوحات اور دنیا کی مختلف آباد سلطنتوں کا تباہ و برباد کرنے کا یہ سلسلہ مزید کئی عشروں تک جاری رہا۔ جس نے عالم اسلام، چین، روس اور یورپ کا ایک بڑا حصّہ اپنے لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس لیے آج بھی منگولیا کے آئین میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ ہم نے اگر "یاسا" کے قوانین پر دوبارہ من و عن عمل کیا تو وہ وقت دور نہیں کہ ہم اپنی پرانی شان و شوکت کو دوبارہ بحال کر سکیں گے۔

حوالہ جات:

۱۔ ریحان، محمد اسماعیل (مولانا)، شیر خوارزم سلطان جلال الدّین خوارزم شاہ اور تاتاری یلغار، ص۶۹-۷۰ مشعل التراث اسلامی کراچی جنوری ۲۰۱۰ء

۲۔ الجوینی، عطاء ملک، تاریخ جہاں کشاں، ترجمہ: GENGHIS KHAN THE HISTORY OF THE WORLD CONQUEROR BY J.A. BOYLE ص ۲۳-۲۵، مانچسٹر یونیورسٹی پریس اکسفورڈ روڈ مانچسٹر (یو۔کے) ۱۹۹۷ء

۳۔ ویدرفورڈ، جیک ویدر، GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD، ترجمہ: طاہر منصور فاروقی، چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص ۱۰۳، اکرم پریس لاہور ۲۰۱۴ء

۴۔ لڈلیم، ہیر، چنگیز خان، ترجمہ: عزیز احمد، ص ۱۸۹، گوہر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور س ن

۵۔ لڈلیم، ہیر، چنگیز خان، ترجمہ: عزیز احمد، ص ۶۸

6- http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm 1st september2015

۷۔ https://boottheglobalperspectives.com/article/1373932510WBG125227-493/Genghis-khan-and-Yasa-his-laws 11 Oct, 2015

۸۔ الجوینی، عطاء الملک، تاریخ جہاں کشاں، ترجمہ: GENGHIS KHAN THE HISTORY OF THE WORLD CONQUEROR BY J.A. BOYLE ص: ۲۶

۹۔ لڈلیم، ہیر، چنگیز خان، ترجمہ: عزیز احمد، ص ۱۰۱

۱۰۔ http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm 1st september2015

۱۱۔ https://boottheglobalperspectives.com/article/1373932510WBG125227-493/Genghis-khan-and-Yasa-his-laws 11 Oct, 2015

۱۲۔ ویدر فورڈ، جیک ویدر، GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD، ترجمہ: طاہر منصور فاروقی، چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص ۱۰۰

۱۳۔ ابن کثیر، حافظ ابوالفدا عماد الدّین (علامہ)، البدایۃ والنہایۃ، ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر، ج ۱۳، ص ۱۵۴، نفیس اکیڈیمی کراچی، جنوری ۱۹۸۹ء

۱۴۔ ویدر فورڈ، جیک ویدر، GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD، ترجمہ: طاہر منصور فاروقی، چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص ۹۹

۱۵۔ ابن کثیر، ابوالفدا عماد الدین (علامہ)، البدایۃ والنہایۃ، ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر، ج ۱۳، ص ۱۵۳

۱۶۔ ویدر فورڈ، جیک ویدر، GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD، ترجمہ: طاہر منصور فاروقی، چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص ۱۰۰

۱۷۔ لڈ لیم، ہیر، چنگیز خان، ترجمہ: عزیز احمد، ص ۶۷

۱۸۔ http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm::13-11-2016

۱۹۔ ویدر فورڈ، جیک ویدر، GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD، ترجمہ: طاہر منصور فاروقی، چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص ۱۰۰

۲۰۔ http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm 1st september2015

۲۱۔ ویدر فورڈ، جیک ویدر، GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD، ترجمہ: طاہر منصور فاروقی، چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص ۹۹-۱۰۰

۲۲۔ ابنِ کثیر، ابوالفدا عماد الدّین (علامہ)، البدایۃ والنہایۃ، ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر، ج ۱۳، ص ۱۵۳

۲۳۔ http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm 1st september2015

۲۴۔ ایم۔اے، اسلم راہی، ہلاکو خان، ص ۳۲، نیئر اسد پریس لاہور ۲۰۱۳ء

۲۵۔ ابن کثیر، ابوالفدا عماد الدّین (علامہ)، البدایۃ والنہایۃ، ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر، ج ۱۳، ص ۱۵۳-۱۵۴

۲۶۔ http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm 1st september2015

۲۷۔ ویدر فورڈ، جیک ویدر، GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD، ترجمہ: طاہر منصور فاروقی، چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص ۷۷

۲۸۔ ویدر فورڈ، جیک ویدر، GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD، ترجمہ: طاہر منصور فاروقی، چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص ۱۵۳۔۱۵۴

۲۹۔ http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm1st september2015

۳۰۔ لڈ لیم، ہیر، چنگیز خان، ترجمہ: عزیز احمد، ص ۶۷

۳۱۔ http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm (06-12-2016)

۳۲۔ ابن کثیر، ابوالفدا عماد الدین (علامہ)، البدایۃ والنہایۃ، ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر، ج ۱۳، ص ۱۵۳

۳۳۔ لڈ لیم، ہیر، چنگیز خان، ترجمہ: عزیز احمد، ص ۳۸

---

٣٤ - http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm(06-12-2016)

٣٥ - ابن کثیر،ابوالفدا عمادالدین(علامہ)،البدایۃ والنہایۃ،ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری،تاریخ ابن کثیر،ج ۱۳،ص ۱۵۳

٣٦ - لڈیلم،ہیر،چنگیز خان،ترجمہ: عزیز احمد،ص ٦٨

٣٧ - http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm (06-12-2016)

٣٨ - ابن کثیر،ابوالفدا عمادالدّین(علامہ)،البدایۃ والنہایۃ،ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری،تاریخ ابن کثیر،ج ۱۳،ص ۱۵۳

٣٩ - ایضاً،ج ۱۳،ص ۱۵۳

٤٠ - لڈیلم،ہیر،چنگیز خان،ترجمہ: عزیز احمد،ص ٦٧

٤١ - ابن کثیر،ابوالفدا عمادالدّین(علامہ)،البدایۃ والنہایۃ،ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری،تاریخ ابن کثیر،ج ۱۳،ص ۱۵۳

٤٢ - لڈیلم، ہیر، تاتاریوں کی یلغار، مترجم: عزیز احمد، ص ۱۳۴، بھٹو پرنٹنگ پریس لاہور، س ن

٤٣ - http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm 1st september2015

٤٤ - ویدر فورڈ، جیک ویدر،GENGHIS KHAN AND THE MAKING OF THE MODERN WORLD،
ترجمہ: طاہر منصور فاروقی،چنگیز خان اور منگول سلطنت کے عروج وزوال کی مکمل داستان، ص۲۷

٤٥ - http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm

٤٦ - http://www.coldsiberia.org/webdoc9.htm 1st september2015

٤٧ - لڈیلم،ہیر،چنگیز خان، ترجمہ: عزیز احمد، ص ۷۲

٤٨ - ایضاً، ص ۱۰۵